بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خبرم رسید امشب کہ نگار خواہی آمد
سرِ من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد

(امیر خسروؒ)

کوئی کمی سی ہے

کوئی کمی سی ہے

ساحل سلہری

DUA PUBLICATIONS

DUA PUBLICATIONS

ناشر : زاہد شیخ

"اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"

ہماری کتابیں، معیاری کتابیں ، پیاری کتابیں

انتباہ

تمام پبلشرز/دکاندار حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کتاب ہذا کی جعلی کاپی فروخت کرنے والے کے خلاف سخت سے سخت قانونی کاروائی کی جائے گی۔

حقوقِ اشاعت محفوظ

نام کتاب	—— کوئی کمی سی ہے
تخمیناً	—— ساحل سلہری
اشاعت	—— 2013ء
کمپوزنگ	—— انتش ہبین
ڈیزائن	—— حامد رؤف
مارکیٹنگ	—— عقیل باقر
مطبع	—— شہباز پرنٹرز، لاہور
قیمت	—— 300/- روپے

دُعا پبلی کیشنز

الحمد مارکیٹ اُردو بازار لاہور-فون: 042-37233585
E-mail: duapublications@gmail.com

تم بی ؟؟؟ تخمینًا ؟ علیہفیمنیچہ ؟ نیچہ نعمتیں ہابی بیٔاہدشیخ : 0300-9476417

شکیلہ

تمہارے لیے......

اگر نہ جانتا شانِ محمدؐ کو مَیں
یونہی گزارتا بے کار زندگی کو مَیں

فہرست

❁	ارتقاء پذیرفن	(میجر شہزاد نیرؔ)	11
❁	تاثرات	(حسن عباسی)	13
❁	ساحل سلہری......ایک باکمال شاعر	(شاہد مختار چشتی)	14
❁	میرے خواب میری خودکلامی سے بہلتے ہیں	(ساحل سلہری)	15
❁	اِک خلش ایک تشنگی سی ہے		16
❁	غموں کی دھوپ میں اک سائبان ہے میرا		18
❁	کوئی ایسا سبب نہیں ہوتا		20
❁	احساس کی خوشبو یہ لگن تیرے لیے ہے		22
❁	تجھے گنوا کے میں تجھ سا تلاش کرتا ہوں		24
❁	طرح طرح کے نظاروں میں دل نہیں لگتا		26
❁	دشت دشت گل کھلتے ہر شجر حسیں لگتا	(ایک شعر)	28

❁	مہرباں گردشِ حالات نہیں ہو سکتی		29
❁	ترے خیال میں یکسر سمو دیا ہے مجھے		31
❁	دوست بھی بے رُخی سے ملتے ہیں		33
❁	اُس سے دوبارہ ملنا ملانا نہیں ہوا		35
❁	نظر تم ہو روشنی تم ہو		37
❁	محبت کس قدر بھی ہو محبت ہار جاتی ہے	(دو اشعار)	39
❁	زندگی یوں بھی تو جینے کا اشارہ مل جائے		40
❁	آؤ اب یہ بھی کام کرتے ہیں		42
❁	دِیا دِیے سے جلاؤ، بہت اُداس ہوں میں		44
❁	ستم سہے بھی تو یہ ہاؤ ہو نہیں کرتا	(تین اشعار)	46
❁	دِل بہت بیزار ہے تیرے بغیر		47
❁	عمر بھر ایک ہی بھنور میں رہے		49
❁	پھول پانے لگے نمو مجھ میں		51
❁	دِل تری فرقتوں کا مارا ہے		53
❁	چھوڑ کر تم کو گزارہ میں کروں گا کیسے	(ایک شعر)	55
❁	مرے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دو		56
❁	جسم جلتا ہے روح پیاسی ہے		58
❁	موسم گل نمو نہیں کرتا		60
❁	باتوں باتوں میں ترا نام نکل آتا ہے	(ایک شعر)	62
❁	دِل ملا تو مری قسمت نہ ملی		63

❁	کبھی فرصت نہیں ملتی کبھی موسم نہیں ہوتا	65
❁	ترے راستے سب سنوارے ہیں میں نے	67
❁	تمہارے ہجر میں گزری، وصال میں گزری (ایک شعر)	69
❁	تیری یاد اور نام مل جائے	70
❁	دل کے کاغذ پہ ترے نقش بنا لیتا ہوں	72
❁	زندگی لگتی ہے خاموش سزا تیرے بعد (دو اشعار)	74
❁	ہونٹ رکھتا ہوں تری تصویر پر	75
❁	اپنی نازک سی کلائی میں چڑھا لو مجھ کو	77
❁	پاس رکھا ہے نہ اُس نے دور رکھا ہے مجھے	79
❁	خیالِ یار کو دل سے نکال رکھا ہے	81
❁	مزہ جو پھل کے نظارے میں ہے وہ رس میں نہیں	83
❁	دُکھ سہا نہیں جاتا، تم کہیں سے آ جاؤ (تین اشعار)	84
❁	ویرانئ احساس ہے خوابوں میں ترے بن	85
❁	دامنِ ضبط اختیار میں نئیں	87
❁	چین ملنے کی اب کوئی صورت نہیں	89
❁	داغِ سیاہ میں ڈھلوں مہتاب میں رہوں	91
❁	درمیان اس قدر خلا کیوں ہے	93
❁	فراقِ یار مسلسل شمار کرتے ہوئے (ایک شعر)	95
❁	بات کچھ تو تیرے جمال میں ہے	96
❁	دیپ چاہت کے جلاتے ہوئے ڈر لگتا ہے	98

❁	اُس دن سے مری پوریں بڑی سرد ہیں جاناں (ایک شعر)	100
❁	وقت بے وقت مجھے یاد دلانے والے	101
❁	کام ہوتے اگر دعا سے ہی	103
❁	جب تمہارا گماں نہیں ہوتا	105
❁	تو جب سے بنا دوست عدو بھول گیا ہے (دو اشعار)	107
❁	چلتا ہی رہوں دھوپ میں اور شام نہ آئے	108
❁	تاریک آسماں پہ ستارہ کوئی تو ہو	110
❁	تیرے چھونے سے، مسکرانے سے	112
❁	محبت کا زمانہ یاد آیا	114
❁	ہجر میں بھی ترے خیال میں ہوں	116
❁	تجھ کو ہر ایک باب سے باہر	118
❁	پاس رکھا نہ فاصلہ رکھا	119
❁	غم مجھ کو ترے ہجر کا قسمت سے ملا ہے (تین اشعار)	121
❁	تیرگی میں وہ روشنی کی طرح	122
❁	نشاں دیوار و دَر کے رہ گئے ہیں	124
❁	کارواں معتبر نہیں ہوتا	126
❁	دسمبر (نظم)	128

❁❁❁❁

ارتقاء پذیر فن

غزل کہنے کا فن بیک وقت آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ آسان اس طرح کہ قافیہ ردیف جاننے والا ہر موزوں طبع سہولت سے غزل پہ غزل کہہ سکتا ہے (اور کہتا بھی جا رہا ہے) اور مشکل یوں کہ ایک گہرا مکمل، بے عیب، پر تاثیر اور تازہ شعر کہنا فی الحقیقت جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور اس میں بقولِ شخصے پِتّا پانی کرنا پڑتا ہے۔ یوں عہدِ موجود میں ٹنوں کے حساب سے غزل چھاپی جا رہی ہے۔ لیکن کتنی غزلیں ایسی ہیں جن کا ہر شعر آپ سے نظرِ دِگر کا مطالبہ کرتا ہے؟ کتنے اشعار سامنے دل تھام کر آپ کو روک لیتے ہیں؟ اگر آپ مؤاثر غزل کے قاری ہیں تو یقیناً آپ کا جواب ہوگا ''معدودے چند'' قدما کا ایک قول کہیں نقل ہوا ہے (یہ مجھ تک سینہ بہ سینہ پہنچا ہے) کہ جس غزل میں ایک بھی اچھا شعر ہو وہ قابلِ اشاعت ہوتی ہے۔ موجودہ حالات دیکھتے ہوئے شاید ہمیں اس کلیے میں ترمیم کرنی پڑے۔ نئی غزل کا ہر شعر کسی نہ کسی حوالے سے (زبان، فن، ترکیب، بندش، ادا، مضمون وغیرہ) قابلِ توجہ ضرور ہونا چاہیے۔ کچھ عرصے سے ساحل سلہری کی بعض غزلیں پڑھنے سننے میں آتی رہی ہیں۔ فنِ غزل گوئی سے اس عزیز کی وابستگی دیدنی ہے۔ فروغِ ادب میں بھی اس کا کردار قابلِ ستائش ہے۔ میں نے یہ بات محسوس کی ہے کہ ساحل سلہری کی غزل مسلسل ارتقاء پذیر ہے۔ وہ مطالعے، مشاہدے اور ریاضت کے ذریعے اپنی توفیقِ غزل گوئی میں مسلسل اضافہ کرتا رہا ہے۔ اب جدید غزل سے انسلاک کی آرزومند اُس کی غزل اس مقام پر پہنچی ہے جہاں سے آگے کے راستے صاف نظر آنے لگتے ہیں۔ اُس کے مصرعے کی بندش عموماً چست ہے یہاں وہاں نظر کو روکنے والے اشعار بھی نظر آتے ہیں۔ اس نے معاملاتِ دل و دنیا کو غزل میں سمونے کی اچھی کوشش کی ہے۔ غزل میں مجموعی طور

پراس کا جھکاؤ رومان پسندی کی طرف ہے۔ تاہم وہ عہدِ رواں کے فکری اور سماجی منظر نامے سے کٹا ہوا بھی نہیں۔ اُس نے بہت مناسب سلیقے سے اپنی بات حوالۂ غزل کی ہے۔

میں ساحل سلہری کے شعری مجموعے ''کوئی کمی سی ہے'' کا کھلے بازوؤں استقبال کرتا ہوں۔ آخر میں ساحؔل کے کچھ ایسے اشعار جو خود اس کے لیے اور اس کے قاری کے لیے نشانِ راہ کا کام کریں گے۔

میں جڑ پکڑنے کی کوشش میں سُوکھ جاؤں گا
یہ کیسی ریت میں یاروں نے بَو دیا ہے مجھے

……

یہیں کہیں سے ابھی کوئی تیر آئے گا
یہیں کہیں پہ کوئی مہربان ہے میرا

……

روح اور جسم دونوں ہی مشغول ہیں
عاشقی جیسی کوئی عبادت نہیں

……

وحشت مجھے ہوتی ہے چراغوں سے مسلسل
جس رات وہ مہتاب سرِ بام نہ آئے

……

عجیب آدمی ہوں ہر نئے تعلّق میں
وفا کا رنگ پُرانا تلاش کرتا ہوں

……

اُس سے دوبارہ ملنا ملانا نہیں ہوا
لیکن ہمارا رشتہ پرانا نہیں ہوا

……

تم دیکھتے کہ باغ کِھلاتے ہیں کس طرح
لیکن ہمارا دشت میں جانا نہیں ہوا

میجر شہزاد نیئرؔ

تاثرات

کچھ برس قبل ساحل سلہری کے اندر جو شاعری کی بیلیں پھیلی تھیں اُن پر اب پھول آنے لگے ہیں اِن پھُولوں کی خوشبو سے نہ صرف اُس کا اپنا اندر مہک اُٹھا ہے بلکہ اب یہ خوشبو اُس کی شاعری سے محبت کرنے والوں اور دوستوں کی سانسوں کو بھی معطر کر رہی ہے۔ ساحل سلہری شاعری سے محبت کرتا ہے اور اس محبت نے اُسے خوبصورت بنا دیا ہے۔ یہ خوبصورتی اُس کے خط و خال سے بھی جھلکتی ہے وہ اپنی شاعری جیسا ہے سادہ اور سچّا۔

ساحل سلہری کا شمار میرے اُن دوستوں میں ہوتا ہے جن سے مل کر مجھے خوشی ہوتی ہے میں اُس کی کامیابیوں کے لیے دعا گو رہتا ہوں اللہ تعالیٰ اُس کے لکھے لفظوں کو معتبر بنائے۔ آمین

حسن عباسی
لاہور

ساحل سلہری……ایک باکمال شاعر

اردو ادب کے حوالے سے بات کریں تو سرزمین سیالکوٹ نے اقبال و فیض کے علاوہ بھی نامور اور اہم شعراء پیدا کیے ہیں۔ نوجوان نسل کے نمائندہ شاعر ساحل سلہری بھی اِسی خطّے سے تعلّق رکھتے ہیں۔ ان کے تخیّل نے شاعری میں اِک نیا رنگ بھر دیا ہے۔

''کوئی کمی سی ہے'' ساحل سلہری کا ایک خوبصورت مجموعۂ کلام ہے۔ اردو ادب کے قاری کی حیثیت سے میں نے اساتذہ کے کلام کے علاوہ عصرِ حاضر کے شعراء کے کلام پڑھے ہیں لیکن مجھے ساحل سلہری کی شاعری نے بے حد متاثر کیا۔ ان کے کلام میں ایک عہد ساز شاعر جیسی خوشبو آتی ہے۔ اگرچہ ان کی شاعری رومانوی ہے مگر جدّت بھی پائی جاتی ہے۔ غزل ہر دور میں مقبول صنف سخن رہی ہے۔ بلاشبہ ساحل سلہری جدید دور کی غزل کے ایک باکمال شاعر ہیں۔

دُعا گو
پروفیسر شاہد مختار چشتی
صدر شعبہ اُردو
KIPS کالج لاہور

میرے خواب میری خودکلامی سے بہلتے ہیں

میرے خواب میری خودکلامی سے بہلتے ہیں اور میری خودکلامی میری زندگی کی اُدھوری تمناؤں کی خودساختہ تکمیل کا نام ہے۔ مگر ادھورے خواب آنکھوں میں چبھتے رہتے ہیں۔ میرے زخم بھی مجھے اپنوں کی طرح محبُوب ہیں۔ میں محبتیں بانٹ بانٹ کر نفرتیں ختم کرتا ہوں۔ میرے ادھورے خواب...... برسوں سے ادھورے خواب تعبیر کے منتظر ہیں۔ میری شاعری ایسے ہی ادھورے خوابوں کا جزیرہ ہے جس کے چاروں جانب تنہائی، نارسائی اور اُداسی کا موجیں مارتا ہوا سمندر رواں ہے مگر میں اپنی ادھوری خواہشوں کی بستی بسائے ہوئے خودکلامی میں مصروف ہوں۔

میں جب اپنے ادھورے خواب اپنی دہلیز پر دیکھتا ہوں تو شہر کا شہر ہی مجھے بیابان دکھائی دیتا ہے اس لیے میں صحراؤں کی طرف سفر اختیار کر لیتا ہوں اور صحرا مجھے تنہا سفر کرنے کی ہمت عطا کرتے ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ میری شاعری پڑھنے والے مجھے محبت دیتے ہیں میں اپنے فن پر اعتماد کرتا ہوں۔

”کوئی کمی سی ہے“ میرے خیالوں، میرے خوابوں کا نگارخانہ ہے اس کی غزلوں میں آنسوؤں کی کسک بھی ہے اور میرے سلگتے جاگتے ہوئے زخموں سے پھوٹتی ہوئی کرنیں بھی۔ میں اپنی حقیقت کو خواب پہنانے کی دھن میں سفر کرتا رہتا ہوں اور سفر کرتے کرتے غبارِ خاک سے آنکھیں ڈھانپ کر شام کی شفق میں ڈھل جاتا ہوں۔

ساحل سلہری

۱۴ دسمبر ۲۰۱۲ء سیالکوٹ
0302-6387739
0333-8775763

❀

اِک خلش ایک تشنگی سی ہے
زندگی میں کوئی کمی سی ہے

میری حالت ترے بچھڑنے سے
ایک معذور آدمی سی ہے

جانے دِل چاہتا ہے کیا کیا کچھ
مل کے بھی تجھ سے بے دلی سی ہے

لگ رہا ہے کہ بام پر ہیں وہ
اِس لیے رات چاندنی سی ہے

چل کسی میکدے مجھے لے چل
اے شبِ ہجر بے کلی سی ہے

روز میں دیکھتا ہوں جی بھر کے
تیری تصویر دیدنی سی ہے

حُسن کا انفراد ہے تجھ سے
حور سی ہے نہ تو پَری سی ہے

❖❖❖

❀

غموں کی دھوپ میں اِک سائبان ہے میرا
میں اک زمین ہوں تو آسمان ہے میرا

یہیں کہیں سے ابھی کوئی تیر آئے گا
یہیں کہیں پہ کوئی مہربان ہے میرا

اُتر چکا ہے ترا ہجر میری رگ رگ میں
وصالِ یار یہ دُکھ جاودان ہے میرا

اُسے کہو کہ میں رہتا ہوں دھیان میں اُس کے
اُسے کہو کہ مکاں بے نشان ہے میرا

میں تیرے نام کا رکھتا ہوں طوق سینے پر
اِسی لیے تو جہاں قدردان ہے میرا

جوازِ زندگی تیرے سوا نہیں کچھ بھی
مرا غرور ہے اور تو ہی مان ہے میرا

ترے اشارے پہ چلتی ہے جسم کی کشتی
ترا دوپٹہ ہے یا بادبان ہے میرا

❖❖❖

❀

کوئی ایسا سبب نہیں ہوتا
ذکر بھی تیرا اب نہیں ہوتا

زندگی منقسم سی رہتی ہے
تُو مرے پاس جب نہیں ہوتا

روح سے روح کا ہے سلسلہ عشق
اِس میں نام و نسب نہیں ہوتا

اُس کو بھی آرزو نہیں میری
مَیں بھی دستِ طلب نہیں ہوتا

ہر گھڑی دِل پکارتا ہے تجھے
تو تصور میں کب نہیں ہوتا

جس غزل میں نہ ذکرِ جاناں ہو
وہ ادب کچھ ادب نہیں ہوتا

لوگ اُلجھے ہوئے ہیں سورج سے
یعنی اب ذکرِ شب نہیں ہوتا

◆◆◆

*

احساس کی خوشبو یہ لگن تیرے لیے ہے
چاہت سے بھرا دل کا چمن تیرے لیے ہے

ہر شعر میں تیرے ہی خدوخال ڈھلے ہیں
جو کچھ بھی ہے سرمایۂ فن تیرے لیے ہے

سونے نہیں دیتی تری یادوں کی مشقّت
مخمور ہوں جس سے وہ تھکن تیرے لیے ہے

دے دوں میں خوشی سے تُو اگر جان بھی مانگے
یہ روح کی دنیا، یہ بدن تیرے لیے ہے

چوکھٹ پہ مہکتے ہیں ترے پیار کے گلشن
آنگن میں محبت کی پَون تیرے لیے ہے

محسوس کوئی دُکھ میرا ہوتا نہیں مجھ کو
احساس میں ہر لمحہ دُکھن تیرے لیے ہے

ہر سَمت نظر آتا ہے بس تیرا ہی جلوہ
بے تاب نگاہوں میں جلن تیرے لیے ہے

◆◆◆

❁

تجھے گنوا کے میں تجھ سا تلاش کرتا ہوں
نشاں مٹا کے یہ رستہ تلاش کرتا ہوں

عجیب آدمی ہوں ہر نئے تعلّق میں
وفا کا رنگ پُرانا تلاش کرتا ہوں

میں دشتِ ہجر میں پھرتا ہوں اپنی پیاس کے ساتھ
ترے وصال کا چشمہ تلاش کرتا ہوں

کہ تیری رہ تو نہیں ایک ایک رستے سے
میں تیرا نقشِ کفِ پا تلاش کرتا ہوں

قدم قدم پہ یہاں بے بہار برگد ہیں
میں راہِ دشت میں سایہ تلاش کرتا ہوں

میں یاد کر کے زمانہ ابھی بھی کیمپس کا
ترے وصال کا لمحہ تلاش کرتا ہوں

وہ دکھ ملے ہیں مجھے گلستان سے ساحلؔ
میں اپنے واسطے صحرا تلاش کرتا ہوں

❖❖❖

❁

طرح طرح کے نظاروں میں دل نہیں لگتا
تجھے گنوا کے بہاروں میں دل نہیں لگتا

وہی نگر، وہی احباب ہیں، وہی محفل
نہ جانے کیوں مرا یاروں میں دل نہیں لگتا

میں موج موج، تجھے دشت دشت ڈھونڈوں گا
مرا اب اپنے کناروں میں دل نہیں لگتا

ترے بغیر ہیں سنسان شہر کے رستے
نظر نواز دیاروں میں دل نہیں لگتا

بہت سے لوگ مرے آس پاس رہتے ہیں
میں کیا کروں کہ ہزاروں میں دل نہیں لگتا

اب انتظار مرے دل پہ بار ہو گیا ہے
تمہاری راہگزاروں میں دل نہیں لگتا

وہ کیا گیا کہ سماں ہی بدل گیا ساحلؔ
نظر اُداس ہے تاروں میں دل نہیں لگتا

◆◆◆

ایک شعر

دَشت دَشت گُل کِھلتے ہر شجر حسیں لگتا
ہم سفر تمہی ہوتے تو نگر حسیں لگتا

⁂

مہرباں گردشِ حالات نہیں ہو سکتی؟
تجھ سے کیا میری ملاقات نہیں ہو سکتی؟

اشک میرے تری تصویر پہ گرنے کے نہیں
جس طرح دشت پہ برسات نہیں ہو سکتی

چاہتا ہے تو مجھے اپنے کسی فائدے کو
میں ترا عشق ہوں یہ بات نہیں ہو سکتی

جب تلک میرا تصور نہ تجھے چھو آئے
میرا دن اور مری رات نہیں ہو سکتی

یوں بنا ہے وہ مرے جسم کا حصّہ ساحلؔ
اب الگ اُس سے مری ذات نہیں ہو سکتی

❖❖❖

❀

ترے خیال میں یکسر سمو دیا ہے مجھے
تری مہک نے مکمل بھگو دیا ہے مجھے

سمجھ رہا تھا کہ جھڑ کر تمام ہو گیا ہوں
یہ کس نے شاخ میں پھر سے پرو دیا ہے مجھے

یہ تلخیاں مرے لفظوں میں میری اپنی نہیں
میں دے رہا ہوں زمانے نے جو دیا ہے مجھے

بچا رہا تھا جسے غرقِ آب ہونے سے
وہ بچ گیا تو اُسی نے ڈبو دیا ہے مجھے

میں جڑ پکڑنے کی کوشش میں سوکھ جاؤں گا
یہ کیسی ریت میں یاروں نے بَو دیا ہے مجھے

نہ جانے اب میں اندھیرے میں کس کے ہاتھ لگوں
اُجالے میں تری آنکھوں نے کھو دیا ہے مجھے

چلو یہ درد کا رشتہ بھی ہے بہت ساحلؔ
میں خوش ہوں اُس نے کوئی زخم تو دیا ہے مجھے

❖❖❖

* * *

دوست بھی بے رُخی سے ملتے ہیں
اِس لیے کم کسی سے ملتے ہیں

حادثوں نے کیا تباہ تو کیا؟
حادثے زندگی سے ملتے ہیں

اب تو ہم ایسے ملتے ہیں جیسے
اجنبی اجنبی سے ملتے ہیں

جانے کیا ہے کہ میرے چہرے کو
آئینے بے دِلی سے ملتے ہیں

لاکھ چاہا بدل دوں جانے کیوں
زاویے سب تمھی سے ملتے ہیں

رات کا ہاتھ ہاتھ میں مت لو
راستے روشنی سے ملتے ہیں

نہ گنواؤ ہمیں کہ ہم جیسے
دوست خوش قسمتی سے ملتے ہیں

◆◆◆

* * *

اُس سے دوبارہ ملنا ملانا نہیں ہوا
لیکن ہمارا رشتہ پرانا نہیں ہوا

تیری طرح خیال ہمارا رکھے گا کون
تجھ سے بچھڑ کے کوئی ٹھکانہ نہیں ہوا

افسوس دھڑکنوں میں نہیں آئی زندگی
افسوس دِل تمہارا نشانہ نہیں ہوا

تم دیکھتے کہ باغ کھلاتے ہیں کس طرح
لیکن ہمارا دشت میں جانا نہیں ہوا

ہر ایک رُت پہ چھائی رہی ہیں اُداسیاں
موسم تمہارے بعد سہانا نہیں ہوا

جس پل ترے خیال سے غافل ہوا ہوں میں
میرے بدن میں خون روانہ نہیں ہوا

ساحلؔ میں اپنے گھر کو ہوں زنداں کیے ہوئے
آنا نہیں ہوا کہیں جانا نہیں ہوا

❖❖❖

❀

نظر تم، روشنی تم ہو
مری تو زندگی تم ہو

کبھی تم ہو، سکوں میرا
کبھی آوارگی تم ہو

مرے بھرپور جیون میں
مسلسل اِک کمی تم ہو

تمہارے بن ہیں سارے غم
ہنسی تم ہو، خوشی تم ہو

زمانے کے لیے مَیں ہوں
مری خاطر بنی تم ہو

اندھیری زندگانی میں
نشیلی چاندنی تم ہو

تمہی ہو رونقِ ساحلؔ
کہ میری جل پَری تُم ہو

❖❖❖

دو اشعار

محبت کس قدر بھی ہو محبت ہار جاتی ہے
جو یکطرفہ رہے چاہت وہ چاہت ہار جاتی ہے

نہیں ہوتا اثر اُس پر میں سو سو بار لکھ بھیجوں
اُسے لکھتا ہوں خط جب بھی عبارت ہار جاتی ہے

❖❖❖

❀

زندگی یوں بھی تو جینے کا اشارہ مل جائے
مجھ سے بچھڑا ہے جو اِک شخص دوبارہ مل جائے

یوں بھی نقصان اٹھائے ہیں بہت سے میں نے
اب اگر ایک محبت کا خسارہ مل جائے

نقش کاغذ پہ اُتاروں گا چلا جاؤں گا
شرط اتنی ہے لب و لہجہ تمہارا مل جائے

لوٹ آئیں گی بہاریں ہی مرے جیون کی
ایک لمحہ ترے پہلو کا اُدھارا مل جائے

معترف ہوں گے ہمارے بھی زمانے والے
تیری صورت سے اگر شعر ہمارا مل جائے

رات تاریک ہے، رستے میں اُجالے کے لیے
میرے مولا کہیں جگنو کہ ستارہ مل جائے

رنج و افلاس نہیں اُس کو رُلاتا ساحلؔ
جب کسی شخص کو غربت میں سہارا مل جائے

❖❖❖

⁂

آؤ اب یہ بھی کام کرتے ہیں
داستاں اختتام کرتے ہیں

جب بچھڑنا ہے تو جھگڑنا کیوں
خامشی سے یہ کام کرتے ہیں

تُو ہمارا نہیں مگر ہم لوگ
زندگی تیرے نام کرتے ہیں

یار اچھی نہیں انا اتنی
آؤ شکوے تمام کرتے ہیں

ہوتا ہے صبح کو خیال ترا
تیری یادوں میں شام کرتے ہیں

خوبصورت یہ شہر کیوں نہ لگے
آپ اِس میں قیام کرتے ہیں

یوں گزرتی نہیں شبِ ہجراں
مے کا کچھ اہتمام کرتے ہیں

◆ ◆ ◆

⁂

دِیا دیے سے جلاؤ، بہت اُداس ہُوں میں
مجھے گلے سے لگاؤ، بہت اُداس ہوں میں

خیالِ وصل بڑا بے قرار کرتا ہے
نظر نظر سے ملاؤ، بہت اُداس ہوں میں

سنا ہے رونے سے دل کی فضا بدلتی ہے
سو مجھ کو خوب رُلاؤ، بہت اداس ہوں میں

تمہاری خوشیوں کو میری نظر نہ لگ جائے
مرے قریب نہ آؤ، بہت اُداس ہوں میں

کبھی ملے جو تمہیں وقت ڈال کچھ لمحے
مرے نگر میں پڑاؤ، بہت اُداس ہوں میں

اُسی لگن، اُسی چاہت، اُسی محبت سے
مجھے گلاب تھماؤ، بہت اُداس ہوں میں

وہ جس کے ہوتے اُداسی نظر نہ آتی تھی
کہیں سے اُس کو بلاؤ، بہت اُداس ہوں میں

◆◆◆

تین اشعار

ستم سہے بھی تو یہ ہاؤہو نہیں کرتا
یہ ٹوٹا دِل ہے کوئی جستجو نہیں کرتا

کہ تیری یاد دِلاتا ہے بار بار مجھے
میں اب کے آئینہ بھی روبرو نہیں کرتا

جو تجھ سے بات نہ ہو پائے، ایسا پاگل ہے
کہ مجھ سے بھی مرا دل گفتگو نہیں کرتا

⁂

دِل بہت بیزار ہے تیرے بغیر
زندگی آزار ہے تیرے بغیر

کٹ تو جائے گی مسافت یارِ من
ہاں مگر دشوار ہے تیرے بغیر

بے سفر بیٹھا ہوا ہوں دیر سے
ہر طرف دیوار ہے تیرے بغیر

اب کوئی لگتا نہیں اپنا مجھے
محفلِ اغیار ہے تیرے بغیر

ایسے کیسے دل سہے گا فرقتیں
میکدہ درکار ہے تیرے بغیر

دل بہت خالی بہت ویران ہے
آئینہ زنگار ہے تیرے بغیر

تیرے دم سے رونقیں ہیں شہر میں
یہ جہاں بے کار ہے تیرے بغیر

❖❖❖

❀

عمر بھر ایک ہی بھنور میں رہے
ہم ترے حلقۂ اثر میں رہے

یہ تو اِک میری خوش نصیبی ہے
آپ کچھ دیر میرے گھر میں رہے

بس ترے دھیان میں گزاری عمر
ہم پرندے اِسی شجر میں رہے

یہ شرف کم نہیں کہ ہم ترے ساتھ
چار دن حالتِ سفر میں رہے

میں نے جب بھی گلاب کو چوما
ہونٹ تیرے، مری نظر میں رہے

اپنی پہلی اُڑان سے پہلے
وسوسے کتنے بال و پر میں رہے

جانِ جاں تیرے پیار کے چرچے
اِک زمانہ مرے ہُنر میں رہے

❖❖❖

❁

پُھول پانے لگے نمو مجھ میں
جب سے شامل ہوا ہے تو مجھ میں

ورنہ میں بے سفر تھا مدّت سے
تم نے رکھی ہے جستجو مجھ میں

جب تجھے کھو دیا اُسی لمحے
سو گئی کوئی آرزو مجھ میں

اب یہ تفریق بھی نہیں ہوتی
تُو رواں ہے کہ ہے لہو مجھ میں

تُو نہ ہو کر بھی ساتھ ہے میرے
تیری خوشبو ہے چار سُو مجھ میں

اشک آنکھوں سے کب تلک بہتے
کوئی دریا نہ آبجو مجھ میں

کوئی اِک آدھ ہو تو سہہ جاؤں
زخم کتنے ہیں بے رفو مجھ میں

❖❖❖

❁

دِل تری فرقتوں کا مارا ہے
ایک عرصہ جدا گزارا ہے

ربط ٹوٹا نہیں بچھڑ کر بھی
ہم ترے اور تُو ہمارا ہے

جو کسی روز لوٹ آئے تُو
پھر ترا ہجر بھی گوارا ہے

پھول ٹوٹے تو ایسا لگتا ہے
میری تقدیر کا ستارہ ہے

ہو رہی ہے جو شام سی دن میں
اُس نے گیسو کہیں سنوارا ہے

دل محبت کی جنگ میں جاناں
نہ ہی جیتا ہے اور نہ ہارا ہے

کیسے ساحلؔ اُسے بھلا دوں میں
مجھ کو وہ شخص جاں سے پیارا ہے

❖❖❖

ایک شعر

چھوڑ کر تم کو گزارہ میں کروں گا کیسے
عشق کا کھیل دوبارہ میں کروں گا کیسے

❀

مرے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دو
محبت کی مجھے خیرات دے دو

سنو تم آسماں ہو مہرباں ہو
میں صحرا ہوں مجھے برسات دے دو

بچھڑ کر یاد میں، زندہ رہو تم
مجھے ایسی کوئی سوغات دے دو

اِنھی میں عمر ساری کاٹ لوں گا
مجھے بس ایک دِن اک رات دے دو

سنو دو چار سانسیں رہ گئی ہیں
سنو دو چار پل تو ساتھ دے دو

مرے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھو
میں پتھر ہوں مجھے جذبات دے دو

تمھیں ہنستا ہوا دیکھوں ہمیشہ
مجھے اپنے سبھی صدمات دے دو

❖❖❖

❀

جسم جلتا ہے روح پیاسی ہے
تو کہاں ہے بہت اُداسی ہے

پوچھتے کیا ہو زخم کی رنگت
یا شفق سی ہے یا حنا سی ہے

کاش تم بن کہے سمجھ جاؤ
یہ جو آنکھوں میں التجا سی ہے

جانِ جاں ہم سے کوئی بات کرو
جانے کیا بات ہے اُداسی ہے

دِل ترا ہی غلام ہے جاناں
روح تیری ہی دیوداسی ہے

پھڑ پھڑائے نہ کیوں چراغِ یاد
دِل کی فطرت بھی تو ہوا سی ہے

ماں کے غصّے میں بھی ہے ساحلؔ پیار
بددعا میں بھی اِک دُعا سی ہے

❖❖❖

⁂

موسمِ گُل نمو نہیں کرتا
جب سے تُو گفتگو نہیں کرتا

آئینہ کام کا نہیں لگتا
جو تجھے روبرو نہیں کرتا

کوئی ہوتا جو دوسرا تجھ سا
میں تری آرزو نہیں کرتا

تو مجھے زخم کیوں نہیں دیتا
کیوں مجھے سرخرو نہیں کرتا

پیار کرتا ہے وہ بہت مجھ سے
پر مرے روبرو نہیں کرتا

دل تجھے ڈھونڈتا ہے خود میں ہی
جستجو کوبکو نہیں کرتا

زخم کھا کر یہاں گلہ ساحلؔ
سب ہی کرتے ہیں، تو نہیں کرتا

◆◆◆

ایک شعر

باتوں باتوں میں ترا نام نکل آتا ہے
کتنا آساں ہے ترا ذکر مسلسل رکھنا

⁂

دِل ملا تو مری قسمت نہ ملی
عمر بھر مجھ کو محبت نہ ملی

اب کے صحرا ہی مرا مسکن ہے
مجھ کو گھر جیسی سہولت نہ ملی

کچھ تو ویسے ہی مخالف تھے مرے
کچھ سے میری بھی طبیعت نہ ملی

مَیں ہوں مشہور زمانے بھر میں
اِک ترے نام سے شہرت نہ ملی

اور سب کچھ تو میسر ہے مجھے
بس ترے وصل کی ساعت نہ ملی

دکھ ترے ہجر کے جھیلے ہیں بہت
اور تجھے ملنے کی فرصت نہ ملی

پوچھا جو بادِ صبا سے ساحلؔ
اُن کے آنے کی بشارت نہ ملی

◆ ◆ ◆

⁂

کبھی فرصت نہیں ملتی کبھی موسم نہیں ہوتا
سو مدت سے وصالِ یار کا عالم نہیں ہوتا

اگر کچھ دِن نہ مل پاؤں تو اندیشے نہ پالا کر
محبت کا دِیا جاناں کبھی مدھم نہیں ہوتا

دکھوں کو جھیلتے ہیں جان تنہائی کے لمحوں میں
ہمارے بیچ یہ جو فاصلہ ہے کم نہیں ہوتا

یہاں میرے علاوہ بھی سبھی کو دُکھ ستاتے ہیں
کہاں نوحے نہیں اُٹھتے کہاں ماتم نہیں ہوتا

تمہارا ہجر دیتا ہے عجب آسودگی دل کو
تمہارے ساتھ بھی ایسا سکوں ہمدم نہیں ہوتا

ہمیں تو مار کر رکھتی ہمارے گھر کی ویرانی
اگر اِن خالی کمروں میں تمہارا غم نہیں ہوتا

جدائی کو فقط اک لمس ہی کرتا ہے پُر ساحلؔ
یہ ایسا زخم ہے جس کا کوئی مرہم نہیں ہوتا

❖❖❖

❀

ترے راستے سب سنوارے ہیں مَیں نے
ستارے فلک سے اُتارے ہیں مَیں نے

ترے خواب میں کاٹ دیں ساری راتیں
تری یاد میں دن گزارے ہیں میں نے

نہیں ایسی تصویر کوئی جہاں میں
ترے نقش دِل پر ابھارے ہیں میں نے

ترے نام پر دِل دھڑکتا ہے میرا
بہت نام یوں تو پکارے ہیں میں نے

نہ جانے میں کیسے پسند آؤں تم کو
مسلسل کئی روپ دھارے ہیں میں نے

اُتارا ہے صدقہ ترا جان دے کر
تری آنکھ پر خواب وارے ہیں میں نے

نہیں تھا وہ ساحلؔ مقدر میں اپنے
بہت ہاتھ پاؤں تو مارے ہیں میں نے

❖❖❖

ایک شعر

تمہارے ہجر میں گزری، وصال میں گزری
تمام عمر تمہارے خیال میں گزری

❀

تیری یاد اور نام مل جائے
بس مجھے یہ ہی کام مل جائے

تو اگر مجھ کو اپنا دل دے دے
عاشقی کو دوام مل جائے

کٹ کے مر جاؤں ہجر میں تیرے
تیغ گر بے نیام مل جائے

دن اِسی آس میں گزرتا ہے
تُو کہیں وقتِ شام مل جائے

لمس تیرا اگر ملے مجھ کو
خوں کو طرزِ خرام مل جائے

ملکۂ حسن دل کی خواہش ہے
تجھ سے تیرا غلام مل جائے

مل نہ پاؤں اُسے تو کیا ساحلؔ
اُس کو میرا کلام مل جائے

❖❖❖

* * *

دِل کے کاغذ پہ ترے نقش بنا لیتا ہوں
یوں ترے ہجر میں قربت کا مزا لیتا ہوں

شام ہوتی ہے تو تنہائی بہت ڈستی ہے
تیری تصویر کو سینے سے لگا لیتا ہوں

چاند جب مجھ کو تری یاد دلاتا ہے بہت
اِک دیا تیرے تصور کا جلا لیتا ہوں

ورنہ یہ ہجر مجھے سنگ بنا سکتا تھا
شکر کرتا ہوں کہ کچھ اشک بہا لیتا ہوں

تجھ سے ملنے کی تمنا میں اڑاتا ہوں انہیں
کھول کر پنجرہ پرندوں کی دُعا لیتا ہوں

کوئی کاغذ جو سرِ خاک نظر آتا ہے
میں ترے خط کی طرح بڑھ کے اُٹھا لیتا ہوں

وہ تصور میں خفا ہوتی ہے مجھ سے ساحلؔ
اور میں اُس کو گلے مل کے منا لیتا ہوں

◆◆◆

دو اشعار

زندگی لگتی ہے خاموش سزا تیرے بعد
ہاتھ اُٹھتے ہیں نہیں کوئی دعا تیرے بعد

کس قدر اب کے سُلگتی ہے جدائی کی شام
مجھ کو اس بات کا احساس ہوا تیرے بعد

❁

ہونٹ رکھتا ہوں تری تصویر پر
ناز کرتا ہوں بہت تقدیر پر

میں رہوں تیرے نشانے پر سدا
نام میرا بھی ہو تیرے تیر پر

باندھ کر رکھ اپنی زلفوں سے مجھے
رشک کرتا ہوں تری زنجیر پر

خون لگتا ہے مکانِ خواب میں
خرچ آتا ہے بہت تعمیر پر

صبر سے مضبوط ہوتا ہے یہ عشق
مطمئن ہوں میں تری تاخیر پر

مرتے مرتے جی اُٹھوں گا جانِ جاں
ہاتھ رکھ دے سینۂ دل گیر پر

چاند ویسے بھی تو ساحلؔ ہی کا تھا
معترض ہیں لوگ کیوں تسخیر پر

❖❖❖

❁

اپنی نازک سی کلائی میں چڑھا لو مجھ کو
اک کھنکتا ہوا کنگن ہی بنا لو مجھ کو

دردِ فرقت نے بُرا حال بنا رکھا ہے
گر کسی روز ملے وقت بلا لو مجھ کو

دشت ہوں میں تو چھلکتا ہوا دریا ہو تُم
مجھ میں گھل جاؤ کہ سینے سے لگا لو مجھ کو

میں کہ اُجڑے ہوئے سنسان مکاں جیسا ہوں
اپنی یادوں سے، محبت سے بسا لو مجھ کو

کل میں اِس شہر کی گلیوں سے نکل جاؤں گا
آج کی رات یہاں ہوں تو ستا لو مجھ کو

اس قدر ہجر نے دیوانہ بنا رکھا ہے
میں ہوں سکتے میں مری جان سنبھالو مجھ کو

میں کہ فردوس بنا دوں گا تمہاری دُنیا
میری تنہائی کے دوزخ سے نکالو مجھ کو

❖❖❖

❀

پاس رکھا ہے نہ اُس نے دُور رکھا ہے مجھے
دے کے خوشیاں بھی سدا رنجور رکھا ہے مجھے

تم سمجھتے ہو مجھے تم سے محبت ہی نہیں
یار کچھ حالات نے مجبُور رکھا ہے مجھے

میری اتنی شہر میں پہچان ممکن تھی کہاں
شاعری نے چار سو مشہور رکھا ہے مجھے

تیری دولت بھی تجھے کوئی سکوں دیتی نہیں
میری غربت نے بڑا مسرور رکھا ہے مجھے

کچھ یونہی مجھ سے خفا ہیں لوگ تیرے شہر کے
کچھ رفاقت نے تیری مغرور رکھا ہے مجھے

جام و ساغر کیا اُٹھاتا ہوش آیا ہی نہیں
اُس کے ہونٹوں نے بہت مخمور رکھا ہے مجھے

اُس نے ٹھکرایا ہے تو اُس سے گلہ کوئی نہیں
میری قسمت نے ہی نامنظور رکھا ہے مجھے

❖❖❖

⁂

خیالِ یار کو دل سے نکال رکھا ہے
شبِ فراق کو یوں میں نے ٹال رکھا ہے

سبھی گلاب پڑے ہیں ابھی کتابوں میں
ترے تمام خطوں کو سنبھال رکھا ہے

نہ جانے کیوں مجھے تم سے علیحدہ کرتا ہے
جو ایک چہرہ پسِ خد و خال رکھا ہے

مری تمام شبیں جاگ کر گزرتی ہیں
اُسی طرح میں نے آنکھوں کو لال رکھا ہے

وہ شخص مجھ سے جُدا ہو کے بھی جُدا نہ ہوا
کہ اُس کی یاد نے دل کو اُجال رکھا ہے

نہیں کسی میں وفا نام کو نہیں باقی
جہان بھر کو تو ہم نے کھنگال رکھا ہے

خدا کے کام ہیں انسان کیا کرے ساحلؔ
کسی کو خوش، کسی کو پُرملال رکھا ہے

◆◆◆

⁂

مزہ جو پھل کے نظارے میں ہے وہ رس میں نہیں
سو التوا میں رہا سلسلہ ہوس میں نہیں

تُو کیا سمجھ سکے گا مجھ گرفتہ خاطر کو
میں جو اسیر ہوا ہوں کسی قفس میں نہیں

تُو ایک پھول ہے اور ایسے خود پہ نازاں ہے
کہ جیسے یہ تری تخلیق خاک وخس میں نہیں

کیا جو غور تو سب ہیں مرے تصرف میں
میں یہ سمجھتا تھا کچھ میری دسترس میں نہیں

یہ خال و خد تو مرے، میرے اختیار میں ہیں
سبک مزاج ہے یہ دل کہ میرے بس میں نہیں

تین اشعار

دُکھ سہا نہیں جاتا، تم کہیں سے آ جاؤ
اب چلا نہیں جاتا، تم کہیں سے آ جاؤ

غمگسار ہیں لیکن ایسے ویسے لوگوں سے
دُکھ کہا نہیں جاتا، تم کہیں سے آ جاؤ

وہ جو ایک نغمہ ہم تم اکٹھے سنتے تھے
اب سنا نہیں جاتا، تم کہیں سے آ جاؤ

*

ویرانیِ احساس ہے خوابوں میں ترے بِن
رہتا ہوں مری جاں میں عذابوں میں ترے بِن

خوشیوں میں اُتر آئیں ترے ہجر کے صدمے
کانٹے مجھے چبھتے ہیں گلابوں میں ترے بِن

ہر چیز میں دھوکہ ہے فریبی ہے زمانہ
بھٹکا ہوا پھرتا ہوں سرابوں میں ترے بِن

لفظوں سے چھلکتے ہیں ترے اُجلے خد و خال
دل میں نے لگایا ہے کتابوں میں ترے بِن

بارش تری قربت کی بڑھاتی ہے تمنا
رہتی ہے عجب آگ سحابوں میں ترے بِن

خاموش پڑا ہوں تری یادوں کے نگر میں
مشکل ہے سوالوں میں جوابوں میں ترے بِن

کرتا ہے تجھے یاد ترے ہجر میں ساحلؔ
کچھ دیپ جلاتا ہے خرابوں میں ترے بِن

◆ ◆ ◆

❀

دامنِ ضبط اختیار میں نئیں
اب جدائی کے غم شمار میں نئیں

تم کہاں ہو، کہاں ہو جانِ جاں
ایک مدت سے دل قرار میں نئیں

آپ چشموں کی بات کرتے ہیں
ابر بھی کوئی ریگزار میں نئیں

میں تمہیں بھول ہی نہیں سکتا
میرا دل میرے اختیار میں نئیں

موسمِ گُل تو ہے مگر تم بن
کوئی حسن و کشش بہار میں نئیں

یوں تو ہر اک سے ہے شناسائی
کوئی اپنا مگر دیار میں نئیں

دل مرا کس کے دھیان میں گُم ہے
میں اگر تیرے انتظار میں نئیں

❖❖❖

❀

چین ملنے کی اب کوئی صورت نہیں
جو ملا مجھ کو میری ضرورت نہیں

چھوڑ دیتا تجھے اور ترا شہر بھی
میری فطرت میں موجود ہجرت نہیں

میرے پہلو میں رہتا تھا جو رات بھر
اب اُسے یاد کرنے کی فرصت نہیں

روح اور جسم دونوں ہی مشغول ہیں
عاشقی جیسی کوئی عبادت نہیں

میں نے چاہت پہ اِک دائرہ رکھ دیا
تم سمجھتے ہو تم سے محبت نہیں

تیرے شکوے مٹا دوں میں سارے مگر
بات کرنے کی مجھ کو اجازت نہیں

رفتہ رفتہ کہیں بھول جاؤں نہ میں
تیری یادوں میں پہلے سی شدت نہیں

◆◆◆

⁂

داغِ سیاہ میں ڈھلوں مہتاب میں رہوں
نفرت قبول ہے پہ ترے خواب میں رہوں

تجھ سے لپٹ لپٹ کے ترے دُکھ اٹھاؤں میں
کشتی کی طرح میں ترے گرداب میں رہوں

تو مجھ کو ہر مقام پہ رُسوائیاں ہی دے
بس مجھ پہ فرض ہے ادب آداب میں رہوں؟

گھلتا رہوں پگھلتا رہوں تیری آنکھ میں
کچے مکاں کی طرح میں سیلاب میں رہوں

بس دیکھتا رہوں تجھے گم سُم پڑا ہوا
بت کی طرح سدا تری محراب میں رہوں

رہ کر بھی تیرے ساتھ دکھائی نہ دوں تجھے
خوشبو کی طرح گلشنِ شاداب میں رہوں

ساحلؔ میں ہنس کی طرح اُس سے نبھاؤں عشق
مر کر بھی سوکھتے ہوئے تالاب میں رہوں

◆◆◆

❀

درمیاں اِس قدر خلا کیوں ہے
تو مرا ہے تو فاصلہ کیوں ہے

جب ترا کچھ نہیں یہاں رکھا
تو مرے دل میں جھانکتا کیوں ہے

اے شفق تو اگر نہیں میری
ہر گھڑی تیرا دھیان سا کیوں ہے

جب تعلّق نہیں ہمارے بیچ
مجھ کو جانے سے روکتا کیوں ہے

میں اگر تیرا کچھ نہیں لگتا
تو مجھے پہروں سوچتا کیوں ہے

تجھ کو تنہائیوں کا دعویٰ ہے
تیرے کمرے میں آئینہ کیوں ہے

کوئی منزل نہیں اگر ساحلؔ
میرے قدموں میں راستہ کیوں ہے

❖❖❖

ایک شعر

فراقِ یار مسلسل شمار کرتے ہوئے
نڈھال ہو گیا ہوں انتظار کرتے ہوئے

* * *

بات کچھ تو ترے جمال میں ہے
اس لیے سانس اشتعال میں ہے

ایک دن لمس کیا ملا اُس کا
یہ بدن اب تلک وصال میں ہے

کوئی چہرہ بھی ہو نگاہوں میں
دھیان تیرے ہی خدوخال میں ہے

جانے کیا بات ہے بچھڑ کر بھی
اِک سکوں سا ترے خیال میں ہے

میں تو سنبھلا ہوں بھول کر تجھ کو
جانِ جاں دل ابھی ملال میں ہے

آپ آئے تو رُت بدل سی گئی
آج موسم بھی اعتدال میں ہے

پوچھ مت دِل کا حال اے ساحلؔ
زخم ہے اور اندمال میں ہے

❖❖❖

* * *

دیپ چاہت کا جلاتے ہوئے ڈر لگتا ہے
اب مجھے ربط بڑھاتے ہوئے ڈر لگتا ہے

کوئی طوفان گِرا دے نہ کہیں پھر اِس کو
آشیاں اب کے بناتے ہوئے ڈر لگتا ہے

ایسا بدلا ہوں ترے عشق میں دھوکہ کھا کر
ہاتھ خود سے بھی ملاتے ہوئے ڈر لگتا ہے

عین ممکن ہے مجھے یاد دلائے اُس کی
آئینہ گھر میں لگاتے ہوئے ڈر لگتا ہے

میرے چہرے پہ تری ذات نمایاں ہوگی
تجھ کو آنکھوں میں چھپاتے ہوئے ڈر لگتا ہے

ایسی باتوں سے بھی گھر راکھ ہوا کرتے ہیں
دیپ کمرے میں جلاتے ہوئے ڈر لگتا ہے

جان ایسا نہ ہو بہہ جائیں خدوخال ترے
اشک آنکھوں سے بہاتے ہوئے ڈر لگتا ہے

◆◆◆

ایک شعر

اُس دن سے مری پوریں بڑی سرد ہیں جاناں
جس دن سے ترے لمس کی حدّت نہیں ملتی

*

وقت بے وقت مجھے یاد دلانے والے
تیرے کچھ خط ابھی رہتے ہیں جلانے والے

جب نئی چوٹ مرے دل پہ کوئی لگتی ہے
جاگ اٹھتے ہیں سبھی درد پُرانے والے

تم مرے ساتھ نہ ہوتے تو کہیں اچھا تھا
میری تنہائی کا احساس بڑھانے والے

ایک اِک کر کے مجھے چھوڑ گئے سارے ہی
صرف مطلب کے پجاری ہیں زمانے والے

کیا خبر تھی مجھے تو خود ہی بدل جائے گا
مجھ کو آداب محبت کے سکھانے والے

نام لے لے کر ترا درد بڑھاتے ہیں مرا
دوست احباب مرا درد بٹانے والے

❖❖❖

❀

کام ہوتے اگر دُعا سے ہی
مانگ لیتے تجھے خدا سے ہی

ہاں فنا منزلوں کی ضامن ہے
اور تم ڈر گئے فنا سے ہی

جس ہَوا نے دِیے جلائے تھے
بُجھ گئے ہیں اُسی ہوا سے ہی

اِک نہ اِک روز چھوڑ دے گا وہ
مجھ کو خدشہ تھا ابتدا سے ہی

ہنستا بستا رہے ترا دریا
ہم تو واپس چلے ہیں پیاسے ہی

ایسی رُت ہے کہ صحنِ گلشن میں
پھول جھڑنے لگے صبا سے ہی

انتہا سے حذر نہ کر ساحلؔ
منزل آئے گی انتہا سے ہی

❖❖❖

⁂

جب تمہارا گماں نہیں ہوتا
خون مجھ میں رواں نہیں ہوتا

اشک سے، زخم سے جھلکتا ہے
غم کبھی بے نشاں نہیں ہوتا

میں کہ رہتا ہوں چپ محبت میں
اس لیے داستاں نہیں ہوتا

میں تری آس میں ہوں برسوں سے
مجھ پہ کیوں مہرباں نہیں ہوتا

دل تو دل ہے، سو تیرے کہنے سے
یہ کبھی رائگاں نہیں ہوتا

مجھ سے وہ دور ہوتا جاتا ہے
جب کوئی درمیاں نہیں ہوتا

بارش اور دھوپ کا مزہ مت پوچھ
سر پہ جب سائباں نہیں ہوتا

◆◆◆

دو اشعار

تو جب سے بنا دوست، عدو بھول گیا ہے
اب دل مرا بیزار سی خو بھول گیا ہے

چھائی ہے خزاں اب کے اُداسی کی ترے بعد
گلدان کا پودا بھی نمو بھول گیا ہے

⁂

چلتا ہی رہوں دھوپ میں اور شام نہ آئے
تم سے نہ ملوں تو مجھے آرام نہ آئے

آخر کو اُجالا تری آنکھوں سے ملا ہے
جو چاند ستارے تھے مرے کام نہ آئے

میں بھیڑ میں رکھتا ہوں کئی درد چھپا کر
تجھ تک مری تنہائی کا کہرام نہ آئے

پوچھے جو کوئی مجھ سے مری آخری خواہش
ممکن ہی نہیں لب پہ ترا نام نہ آئے

گر تُو نہ ملا تو ترے کچھ خواب اُٹھا لائے
ہم لوگ ترے شہر سے ناکام نہ آئے

وحشت مجھے ہوتی ہے چراغوں سے مسلسل
جس رات وہ مہتاب سرِ بام نہ آئے

مر جاؤں کسی روز میں ہنستے ہوئے ساحلؔ
تجھ پر ترے غم پر کوئی الزام نہ آئے

◆◆◆

⁂

تاریک آسماں پہ ستارہ کوئی تو ہو
اِس بے اماں جہاں میں ہمارا کوئی تو ہو

کوئی تو یاد ہو میں جسے زندگی کہوں
لمحہ تمہارے ساتھ گزارا کوئی تو ہو

تجھ کو گلہ ہے کیوں تجھے تکتا ہوں بار بار
لیکن ترے علاوہ نظارا کوئی تو ہو

میں اپنی ناؤ لے کے کہیں دُور جا بسوں
اِس بحرِ پرسکون میں دھارا کوئی تو ہو

میں اپنے خار و خس کو اُٹھا کر نہ یوں پھروں
اِن پتھروں کے بیچ شرارا کوئی تو ہو

اے دِل میں تجھ کو اِس سے بہت دُور لے چلوں
رستہ الگ، تجھے بھی گوارا کوئی تو ہو

دونوں تباہ ہو کے بھی دُوری پہ ہیں بضد
ساحلؔ انا کی جنگ میں ہارا کوئی تو ہو

❖❖❖

❀

تیرے چھونے سے، مسکرانے سے
زخم بھرتا ہے لمس پانے سے

کوئی منظر نظر نہیں آتا
صرف اِک خواب ٹوٹ جانے سے

راستے شہر کے سنورتے ہیں
آپ کا نام گنگنانے سے

اب کہاں سے میں ڈھونڈ کے لاؤں
لوگ اس بھیڑ میں سہانے سے

اک تری یاد کا سہارا ہے
روکتا ہے جو لڑکھڑانے سے

دل تری جستجو نہیں کرتا
اب کے ڈرتا ہے چوٹ کھانے سے

میں کسی کا ہوں منتظر ساحلؔ
ایک مدت سے اک زمانے سے

❖❖❖

* * *

محبت کا زمانہ یاد آیا
مجھے ہنسنا ہنسانا یاد آیا

چمک اٹھیں مری ویران آنکھیں
تمہارا مسکرانا یاد آیا

کسی نے جب بھی کوئی پھول بھیجا
مجھے گھاؤ پرانا یاد آیا

تھکن آوارگی نے دی تو مجھ کو
ترے دل کا ٹھکانہ یاد آیا

کسی نے زخم جو دل پر لگایا
ترا مرہم لگانا یاد آیا

پڑیں بارش کی بوندیں جب بھی چھت پر
ترا آنسو بہانا یاد آیا

خفا جب بھی ہوا یہ دل کسی سے
ترا مجھ کو منانا یاد آیا

◆◆◆

* * *

ہجر میں بھی ترے خیال میں ہوں
یعنی میں مستقل وصال میں ہوں

کیا کہوں تیرے بعد حالِ دل
اِک پرندہ ہوں اور جال میں ہوں

تجھ سے مل کر سکون ہے ایسا
زخم ہوں اور اندمال میں ہوں

تُو کہ پہچان بن گئی ہے مری
جیسے میں تیرے خد و خال میں ہوں

تُو مرا آسمان ہے ہمدم
میں کہ مہتاب کی مثال میں ہوں

مجھ کو اپنی خبر نہیں کوئی
مجھ سے مت پوچھ کیسے حال میں ہوں

عمر بھر کا عروج دے کے اُسے
اُس کی خاطر، میں خوش زوال میں ہوں

❖❖❖

* * *

تجھ کو ہر ایک باب سے باہر
کیسے رکھوں کتاب سے باہر

میرے شعروں میں عکس تیرا ہے
تجھ کو چاہا حساب سے باہر

دُور رہتا ہے عشق بازی سے
اب کے دل ہے سراب سے باہر

آ کسی دن وصال بخشنے کو
مجھ کو کر دے عذاب سے باہر

اک زمانہ ہے خواب میں ساحلؔ
اک زمانہ ہے خواب سے باہر

* * *

پاس رکھا نہ فاصلہ رکھا
آپ نے کیسا رابطہ رکھا

وہ عجب شخص ہے بچھڑ کر بھی
آنے جانے کا سلسلہ رکھا

مجھ کو تنہائیاں عطا کر کے
اپنے دامن میں قافلہ رکھا

مَیں تو خوش تھا بہت محبت میں
آپ نے کیوں مغالطہ رکھا

عشق میں اُس نے انتہا کر کے
واپسی کا بھی راستہ رکھا

میری بھرپور زندگانی میں
ہجر موسم نے حادثہ رکھا

ایسا پتھر مزاج تھا ساحلؔ
عمر بھر ہم کو پارسا رکھا

◆◆◆

تین اشعار

غم مجھ کو ترے ہجر کا قسمت سے ملا ہے
ورنہ تو مجھے دوست محبت سے ملا ہے

رہ جاتی ہے ہر بار کمی کوئی نہ کوئی
کب کوئی مجھے میری ضرورت سے ملا ہے

افسوس کہ میں نے بھی کہی بات نہ دل کی
وہ شخص بھی کب مجھ کو وضاحت سے ملا ہے

⁂

تیرگی میں وہ روشنی کی طرح
مجھ کو لگتا ہے زندگی کی طرح

مجھ سے ملتا نہیں کسی کا مزاج
اپنے گھر میں ہوں اجنبی کی طرح

میری بھرپور زندگانی میں
آج بھی تُو ہے اک کمی کی طرح

میں ترے ساتھ کتنا مخلص ہوں
مجھ کو پہچان جوہری کی طرح

میں نے جاناں سنبھال رکھے ہیں
تیرے غم بھی تری خوشی کی طرح

پھر محبت جنوں بنے ساحلؔ
پہلے ہوتی ہے دل لگی کی طرح

◆◆◆

⁂

نشاں دیوار و در کے رہ گئے ہیں
وگرنہ گھر بکھر کے رہ گئے ہیں

نہیں ہے ہوش سر کیسے اُٹھائیں
تری چاہت میں مر کے رہ گئے ہیں

دھماکہ شہر میں ایسا ہوا ہے
کہ سارے لوگ ڈر کے رہ گئے ہیں

سلگتی ہے ابھی تک راکھ، شاید
کہیں ذرے شرر کے رہ گئے ہیں

نہیں کچھ جسم میں، بس چند ٹکڑے
مرے زخمی جگر کے رہ گئے ہیں

کہیں آتے نہ جاتے ہیں اے ساحلؔ
ہو کے ہم اپنے گھر کے رہ گئے ہیں

◆◆◆

*

کارواں معتبر نہیں ہوتا
تُو اگر ہم سفر نہیں ہوتا

دُھوپ ہی دھوپ صحن میں ہوتی
جو مرے گھر شجر نہیں ہوتا

دسترس میں کسی کی ہوتا دل
تُو جو پیشِ نظر نہیں ہوتا

ساتھ ہوتا ہے کوبکو میرے
دیکھنے کو مگر نہیں ہوتا

کِس طرح اب کسی کا ہو جاؤں
عشق بارِ دگر نہیں ہوتا

گھر بھی لگتا ہے دشت سا ساحلؔ
جب کوئی منتظر نہیں ہوتا

◆◆◆

دسمبر

جھیل سی آنکھوں والی اک لڑکی
جب دسمبر کے آخری دنوں میں
بال چھت پر سُکھانے آتی ہے
انتہا دلفریب لگتی ہے
اِک گھٹا دلفریب لگتی ہے